عہدِ رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فقہی تربیت

اور اُس کے نتائج وثمرات (پہلی قسط)

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی

کتاب وحکمت کی تعلیم دینا رسول اللہ ﷺ کے فرائض منصبی میں سے تھا، چنانچہ آیۂ شریفہ میں کہا گیا ہے: ''وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ''۔(۱) ''وہ اُنہیں کتاب الٰہی اور دانائی کی تعلیم دیں''۔

یہاں حکمت سے کیا مراد ہے؟ نامور مفسر و مجتہد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر حلال وحرام کا فہم، دینی تفقہ اور فقہی بصیرت سے کی ہے۔(۲)

یہی معنی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہی معنی مراد لیے ہیں۔(۳) ائمہ اصول میں سے امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اُصول السرخسی'' اور امام بزدوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اُصول البزدوی'' کے آغاز میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول ''التفقہ فی الدین'' (فقہی بصیرت) کو نقل کیا ہے۔

بعض مفسرین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حکمت سے ''سنت'' مراد لیتے ہیں۔(۴) بعض نے دانائی مراد لی ہے۔(۵) یہی ائمہ لغت کے اقوال ہیں۔(۶) لیکن فقہی بصیرت، سنت اور دانائی وغیرہ سب قریب قریب ہم معنی ہیں۔ سب کا حاصل تفقہ، رائے واجتہاد اور فقہی بصیرت کا استعمال ہے۔(۷)

خاتم رسل، محسنِ انسانیت ﷺ نے رائے واجتہاد اور فقہی بصیرت پر عمل کیا اور خیرامت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کس طرح اس سے آشنا اور خوگر کیا اور کس طرح اس کے استعمال کا طریقہ سکھایا اور تربیت کی، کیسے ان میں مجتہدین تیار کیے، کس طرح اس طریقۂ اجتہاد ورائے کی ہمت افزائی فرمائی اور کس انداز سے فقہی بصیرت اور رائے پر پسندیدگی اور مسرت کا اظہار فرمایا، کس طریقے سے شریعت میں رائے واجتہاد کی گنجائش وسہولت فراہم کی اور کن کن نصوص وآیات نے اس سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رہنمائی کی، مجتہدین صحابہ رضی اللہ عنہم کس طرح اس سنتِ متوارثہ پر عمل پیرا وکاربند رہے، اسلامی قلمرو کس طرح اس کے ثمرات ونتائج سے بہرہ ور ہوتا رہا اور خیرامت نت نئے مسائل کا حل نکال کر راہِ نجات حاصل کرتی رہی؟! اس کا جائزہ اس مختصر مقالے میں پیش کیا گیا ہے۔ یوں یہ مقالہ عہدِ رسالت وعہدِ صحابہؓ میں رائے واجتہاد اور فقہی بصیرت کے استعمال کی ایک تاریخی دستاویز بن گیا ہے۔

تفقہ فی الدین (فقہی بصیرت) کی اہمیت

آغازِ بحث سے پہلے ''تفقہ فی الدین'' (فقہی بصیرت) کی اہمیت پر روشنی ڈالنا ضروری ہے۔

فقہی بصیرت اللہ تعالیٰ کی بہت پسندیدہ نعمت ہے جو وہ اپنے محبوب اور پسندیدہ بندوں کو عطا کرتا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۲۸ھ فرماتے ہیں:

''والحديث في الصّحيح عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: من يرد الله به خيرًا يفقهه في الدين (۸) ولازم ذٰلک أن من لم يُفَقِّهه الله في الدين لم يرد به خيرًا فيكون الفقه في الدين فرضًا. والتفقه في الدين: معرفة الأحكام الشرعية بأدلّتها السمعية، فمن لم يعرف ذٰلک لم يكن متفقهًا في الدين''۔ (۹)

''صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ سے حدیث مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اُسے دین میں تفقہ (فقہی بصیرت) عطا کرتا ہے۔ اس کا لازمی اثر یہ ہے کہ جسے تفقہ کی نعمت سے سرفراز نہیں فرماتا اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ نہیں ہوتا۔ دین میں تفقہ بقدرِ استطاعت و طاقت ہر مسلمان پر فرض ہے۔ تفقہ فی الدین مجتہد کا شرعی احکام کو دلائل نقلیہ سے جاننا ہے۔ اس حقیقت کو جو نہیں سمجھتا وہ دین میں تفقہ۔ فقہی بصیرت یعنی خیر الٰہی۔ سے بہرہ ور نہیں''۔

تفقہ کی حقیقت

''تفقہ فی الدین'' اور ''فقہی بصیرت'' ایسی عظیم نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے پسندیدہ بندوں کو عطا کی جاتی ہے۔ حسب تصریح امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس کا مصداق مجتہدین وفقہا ہیں، اس لیے کہ وہی دلائل نقلیہ سے مسائل کا استنباط کرتے اور تفریع مسائل کرتے ہیں۔ اس نعمت سے جو محروم ہیں وہ ان محبوبانِ الٰہی کو ''اصحاب الرائے'' کے نام سے پکارتے ہیں اور کہتے ہیں: ''إنّه من أصحاب الرأى ''...... ''وہ اصحاب الرائے میں سے ہے''...... ان الفاظ سے ان پر طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے سطورِ بالا میں جس رائے کا ذکر کیا ہے، وہ اسلام میں متواتر ومتوارث سنت رہی ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

''نصوص'' کے زیر اثر ''رائے'' کی قدر وقیمت

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا بیان سے یہ حقیقت بھی عیاں ہوجاتی ہے کہ وہ رائے جو ہویٰ و ہوس پر قائم ہو ''شر'' ہے، شریعت میں لائق ملامت اور حرام ہے۔ اور وہ رائے جو دلائل نقلیہ اور شرعی نصوص کی روشنی میں مجتہد کی اجتہادی سرگرمی اور فقہی بصیرت سے معرضِ وجود میں آتی ہے، شریعت میں ''خیر'' سمجھی اور قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے، چنانچہ مجتہد اگر اپنی سعی میں کامیاب ہوتا ہے تو اُسے دوہرا اُجر عطا کیا جاتا ہے اور اگر اس سے اس میں خطا ہوتی ہے تو بھی اس کی حق جوئی کی سرگرمی کے صلے میں اُسے اکہرا اجر دیا جاتا ہے، چنانچہ صحیح البخاری میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’إذا حکم الحاکم فاجتھد فأصاب فلہ أجران، وإذا حکم فاجتھد ثم أخطأ فلہ أجر ‘‘۔ (۱۰)

’’حاکم و قاضی جب فیصلہ کرنے کا ارادہ کرے، اجتہاد کرے اور اپنے اجتہاد میں حق تک رسائی حاصل کرے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور اس نے جب اجتہاد سے فیصلہ کیا اور اس میں اس سے چوک ہوئی تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔‘‘

وہ ’’فقہی بصیرت‘‘ جس کا ذکر امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اوپر کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اُسے پسندیدہ نعمت قرار دیا ہے۔

’’اجتہاد‘‘ و ’’قیاس‘‘ اور ’’فقہی بصیرت‘‘ ایک حقیقت کی مختلف تعبیرات

یہ فقہی بصیرت، اجتہاد اور قیاس ایک حقیقت کی مختلف تعبیرات ہیں، چنانچہ اصطلاح میں اس عمل کو قیاس سے تعبیر کیا جاتا ہے، فقہا اس کی تعریف یوں کرتے ہیں:

’’القیاس فی الشرع تقدیر الفرع بالأصل فی الحکم والعلۃ ‘‘۔ (۱۱)

’’حکم اور علت میں اصل کے ساتھ فرع کا اندازہ لگانا (اور ان میں باہمی مطابقت و موافقت کو) جانچنا اور پرکھنا شرع میں ’’قیاس‘‘ ہے۔‘‘

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا ’’رائے‘‘ کے متعلق ارشاد اور اس کا مطلب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے رائے کی مذمت میں حسب ذیل الفاظ منقول ہیں:

’’أیّ أرض تقیلنی، أیّ سماءٍ تظلنی ‘‘۔

’’کونسی زمین مجھے جگہ دے گی اور کونسا آسمان مجھ پر سایہ فگن ہوگا؟‘‘۔

اس کا مطلب اور اس کی مراد یہ ہے کہ میں نص (صریح حکم اور دلیل) کی موجودگی میں اپنی رائے سے کوئی بات کہوں۔ (۱۲) یہی وجہ ہے کہ صریح دلائل کی موجودگی میں اجتہاد کرنا جائز ہی نہیں، نہ کبھی کسی نے ایسا کیا ہے اور نہ کسی کو ایسا کرنے کی شریعت میں اجازت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: ’’إیاکم وأصحاب الرأی ‘‘۔ (۱۳) ...... ’’اصحاب الرائے سے بچو‘‘ ...... کہ اُنہیں حدیثیں یاد کرنے نے تھکا دیا، حدیثیں پوری یاد نہ کر سکے اور رائے زنی شروع کر دی۔

اول تو یہ باتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح طور پر منقول نہیں (اس لیے لائق توجہ نہیں)۔ دوسری بات یہ کہ اس سے مراد وہ اصحاب الرائے ہیں جو ہوائے نفسانی کا شکار ہوں اور بغیر نظیر و قیاس کے رائے دیتے اور کتاب و سنت اور اجماع کے اصول کو نظر انداز کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’لو کان الدین بالقیاس لکان باطن الخف أولٰی بالمسح من ظاھرہ ‘‘۔

’’اگر دین کا مدار قیاس پر ہوتا تو چمڑے کے موزے کے نچلے حصے پر مسح کرنا زیادہ بہتر ہوتا اوپر کے حصہ پر مسح کرنے سے۔‘‘

’’انہ رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یمسح ظاھر الخف دون باطنہ ‘‘۔

''اُنہوں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ ﷺ کو چرمی موزے کے ظاہری حصہ پر مسح کرتے دیکھا، نہ کہ نچلے حصہ پر۔ (اس لیے فرماتے ہیں: میں ظاہری حصہ پر مسح کرتا ہوں)۔''

ان کا مطلب یہ تھا کہ شریعت کے اصول قیاس کے طریقہ سے ثابت نہیں، ان کا طریقہ توفیقی (رسول ﷺ کا بتایا سکھایا ہوا ہے) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیے گئے اصول ہیں۔ (۱۴)

اور حضرت مسروق رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا، وہ فرماتے تھے:

''قرّاؤکم و صلحاؤکم یذهبون ، یتخذ النّاس رؤ سًا جُهَّالًا یقیسون الأمور برأیهم ''۔ (۱۵)

''تمہارے قاری اور نیک لوگ اٹھتے جارہے ہیں، لوگوں نے جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیا جو رائے زنی کرنے لگے ہیں۔''

یہاں بھی مذمت ایسی رائے کی ہے جو اصول منصوصہ کے خلاف ہوتی ہے۔ اسی بنا پر اصولِ منصوصہ سے ناواقف ہونے کے باوجود قیاس ورائے سے فیصلہ کرنا جائز نہیں۔ (۱۶)

حضرت مسروق رحمہ اللہ کا یہ قول: ''لا أقیس شیئا بشيء فإني أخاف أن تزلّ قدمي ''۔ (۱۷)

''میں ایک شئے کو دوسری شئے پر قیاس کرنے سے ڈرتا رہتا ہوں کہ میرا قدم (راہِ حق سے) نہ ڈگمگا جائے''۔

یہ کہنا بھی احتیاط کی وجہ سے تھا۔ خصاص رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ بات مسروق رحمہ اللہ کی رائے و قیاس میں احتیاط اور غلطی سے بچنے پر دلالت کرتی ہے۔ (۱۸)

ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے تھے: ''أوّل من قاس إبلیس ''۔ (۱۹) ''سب سے پہلے جس نے نص کے مقابلے میں قیاس کیا، وہ شیطان تھا''۔ ان کا مقصد یہ جتانا تھا کہ نص کی موجودگی میں قیاس کرنا درست نہیں۔ حدیث وآثار میں جہاں رائے کی مذمت آئی ہے، وہاں نصوص کے مقابلے میں رائے زنی کرنا مراد ہے جو کسی طرح درست نہیں، یعنی اس سے مراد وہ آرا ہیں جن کی بنا فاسد قیاسات پر ہو، نہ کہ شرعی قیاس پر۔

اجتہاد کا محل و مقام

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ نص (حکمِ صریح) جہاں نہیں ہوتی، یا نص میں کئی احتمال کی گنجائش ہوتی ہے ایسی جگہ مجتہد اجتہاد کرتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر کسی مجتہد کو اجتہاد کی حاجت نہیں، نہ کبھی کوئی مجتہد اجتہاد کی جرأت کرسکتا ہے اور انہی جگہوں میں (جہاں نص نہ پائی جاتی ہو یا پھر نص میں کئی احتمال موجود ہوتے ہوں) مجتہد کی تقلید کی جاتی ہے۔ (۲۰)

لہٰذا رائے کی مذمت میں جو اقوال بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے (سنن الدارمی وغیرہ میں) منقول ہیں، ان کا مطلب یہی ہے کہ ''کتاب اللہ'' اور ''سنتِ رسولؐ'' اور ''اجماع'' کے اصول سمجھنے اور یاد کرنے سے پہلے رائے کا استعمال کرنا اور اجتہاد کرنا صحیح نہیں۔ (۲۱)

انہی وجوہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے جب کوئی واقعہ اور نیا مسئلہ و حادثہ رونما ہوتا تو وہ حاضرین صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کا شرعی حکم معلوم کرتے اور اس کے متعلق یہ پوچھتے تھے کہ کسی کے پاس اس

مسئلے میں کوئی حدیث موجود ہے؟ اس پر بس نہیں کرتے، بلکہ اسلامی قلمرو میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لکھ کر معلوم کرتے تھے، پھر اپنی رائے (اور فقہی بصیرت) سے فتویٰ دیتے تھے۔ (۲۲)

اجتہاد کے ناگزیر ہونے کے دو سبب

اجتہاد کے قائل ہونے اور اس پر عمل کرنے کے دو سبب ہیں: پہلا سبب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی تعلیم و تربیت کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اُسے سمجھا، اس پر عمل کیا، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے قائل اور اس پر کاربند رہے۔ وہ کسی نہ کسی درجہ میں اس صفت سے آراستہ تھے، ان میں سے کسی کو اس کے جواز میں کسی قسم کا تامل و تردد نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوئی اجتہاد کا منکر نہیں پایا گیا۔

ہر ایک جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کا جانشین وخلیفہ ''اجتہادی رائے'' سے مقرر کیا اور انہوں نے ''اجتہاد'' کو دین وشریعت کا رکن سمجھا، اگر ایسا نہ ہوتا تو ''اجتہاد'' اور ''اجتہادی رائے'' پر ان کا اتفاق نہ ہوتا۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ ''قیاس'' اور ''اجتہاد'' پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ''اجماع'' ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع واتفاق ''حجت'' ہے، اس لیے اس میں اختلاف کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں اور نہ اس سے باہر رہ کر کچھ کہنے کی اجازت ہے۔ (۲۳) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنے اجتہاد کے متعلق یہ فرمان ہے:

''أقول فیها برأی فإن یکن صوابًا فمن اللہ وإن یکن خطأً فمنی''۔ (۲۴)

''اس (یعنی کلالہ - وہ میت جس کی نہ اولاد ہو، نہ ماں باپ -) کے متعلق جو کہتا ہوں، یہ میری رائے ہے۔ اگر درست ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر یہ غلط ہے تو یہ میری غلطی اور بھول چوک ہے''۔

مطلب یہ ہے کہ حق تک رسائی اور اس کی جستجو میں صواب وخطا دونوں کا احتمال ہوتا ہے، اس لیے مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ یہ میرا قیاس ورائے ہے، یہ درست ہے تو حق کا فیضان ہے کہ اس نے مجھے حق کی راہ سجھائی، ورنہ میری خطا اور بھول چوک ہے، تاہم یہ اس کا کرم ہے کہ حق کی جستجو اور کوشش کے صلے میں مجھے ایک اجر عطا کرتا ہے۔ یہ بات شریعت میں اجتہاد کے جواز اور پسندیدہ ہونے کی صریح دلیل ہے۔

مجتہدین کو قرآن کی ہدایت

قرآن کریم کی بہت سی آیات میں مجتہدین کو اجتہاد کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

''وَشَاوِرْهُمْ فِی الْأَمْرِ''۔ (۲۵) .....''اور ان معاملات میں مشورہ لیتے رہیے''۔

یہ آیت تمام امور میں عام ہے، اس لیے کہ ''الأمر'' میں الف لام جنس کا داخل ہے، اس میں حضور اکرم ﷺ سے خطاب ہے اور ہم بھی تبعاً اس کے مخاطب ہیں، اس لیے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ

کی تخصیص کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ (۲۶) دوسری جگہ فرمایا گیا ہے:

''فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ''۔ (۲۷)

''اور اگر تم میں اختلاف ہو جائے کسی چیز میں تو اس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا لیا کرو۔''

اس آیت میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ''رَدّ إلی اللّٰہ'' سے مراد ''کتاب اللہ'' اور ''رَدّ إلی الرسول'' سے رسول اللہ ﷺ کی سنت کی طرف رجوع کرنا اور اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں اس بات کا صریح حکم ڈھونڈ نا مراد ہے۔ اور قرآن کا یہ حکم تمام باتوں کے لیے آیا ہے۔

''وَلَوْ رَدُّوْهُ إِلَى الرَّسُوْلِ وَإِلٰى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ''۔ (۲۸)

''اور اگر یہ لوگ اُسے رسول اللہ ﷺ یا اپنے میں سے صاحبانِ امر کے حوالہ کر دیتے تو ان میں سے جو لوگ استنباط کی صلاحیت رکھتے ہیں، وہ اس کی حقیقت بھی جان لیتے۔''

یہ آیت بھی مذکورہ اوصاف کے ساتھ تمام باتوں میں عام ہے۔ اور چوتھی جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''فَاعْتَبِرُوْا يٰأُولِي الْأَبْصَارِ''۔ (۲۹) ..... ''سو اے دانش مندو! عبرت حاصل کرو''۔

یہ آیت بھی ہر بات کے لیے ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے تمام حوادث و واقعات میں جن کے متعلق قرآن و سنت کی صریح اور صاف ہدایت موجود نہیں، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کرنے کو درست قرار دیا۔

فقہی بصیرت نہ رکھنے والوں کا حکم

ابوبکر جصاص رحمہ اللہ ''باب القول فی تقلید المجتهد'' میں رقم طراز ہیں:

''وہ عامی شخص جو اجتہاد کا اہل ہی نہیں ہے، جب کسی نئی صورت حال سے دوچار ہو جائے تو اُسے اہل علم سے پوچھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے''۔ (۳۰)

چنانچہ فرمایا گیا ہے: ''فَاسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ''۔ (۳۱) ..... ''سو اگر تم لوگوں کو علم نہیں تو اہل علم سے پوچھ دیکھو''۔ اور دوسری جگہ حکم دیا گیا ہے:

''فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ''۔ (۳۲)

''یہ کیوں نہ ہو کہ ہر ہر گروہ میں سے ایک حصہ نکل کھڑا ہوا کرے، تاکہ یہ (باقی لوگ) دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ اپنی قوم والوں کو جب وہ ان کے پاس واپس آجائیں ڈراتے رہیں، عجب کیا کہ وہ محتاط رہیں''۔

یہاں امتِ مسلمہ کو پیش آنے والے واقعات و حوادث میں اہل علم کے قول کو قبول کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ امت مسلمہ کو صریح حکم دیا گیا کہ فقہا کی ایک جماعت تیار کریں جو دینی امور میں ان کی رہنمائی کے فرائض انجام دے، چنانچہ امت مسلمہ کے فقہا عہد صحابہؓ (پہلی صدی) اور دورِ تابعینؒ اور اس کے بعد سے اب تک (چودھویں صدی ہجری تک) فقہی بصیرت سے امتِ مسلمہ کی برابر رہنمائی کرتے رہے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱:......سورۂ بقرہ:۱۲۹۔ ۲:......تخریج احادیث أصول البزدویؒ للحافظ قاسم ابن قطلوبغاؒ، کراچی، نور محمد ۱۳۸۲ھ، ص:۴۔
۳:......الجامع لأحکام القرآن للقرطبی، القاهرة، مطبعة دار الکتب المصریة، ۱۹۳۹ء، ج:۳، ص:۳۴۰۔
۴:...... رسالة الأم للشافعیؒ، بیروت، دار الکتاب العربی، ۱۴۲۱ھ، ص:۵۶۔ ۵:......ایضاً۔
۶:......بصائر ذوی المیز فی لطائف الکتاب العزیز لمجدالدین الفیروزآبادیؒ، القاهرة، لجنة إحیاء التراث الإسلامی، ۱۳۸۵ھ، ج:۲، ص:۴۹۔
۷:......الجامع لأحکام القرآن، ج:۲، ص:۱۳۱۔ ۸:......صحیح البخاری، کراچی، نور محمد، ۱۳۵۷ھ، ج:۱، ص:۱۶۔
۹:......مجموعہ فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہؒ، الریاض۔ ۱۳۹۳ھ، ج:۲۰، ص:۲۱۲۔ ۱۰:......صحیح البخاری، ج:۲، ص:۱۰۹۲۔
۱۱:......ابن نجیم، فتح الغفار بشرح المنار، مصر، مصطفی البابی الحلبی، ۱۳۵۵ھ، ج:۳، ص:۸۔
۱۲:......أصول الجصاص، تحقیق محمد محمد ناصر، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۰ھ، ج:۲، ص:۲۳۸۔ ۱۳:......ایضاً۔
۱۴:......ایضاً۔ ۱۵:......أصول الجصاص، ج:۲، ص:۲۳۶-۲۳۹۔ ۱۶:......ایضاً۔ ۱۷:......ایضاً۔
۱۸:......وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوْا لِآدَمَ فَسَجَدُوْا إِلَّا إِبْلِيْسَ أَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔ (سورۂ بقرہ:۳۴) ''اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب سجدے میں گر پڑے، مگر شیطان نے نہ مانا اور تکبر کیا۔'' ۱۹:......ایضاً۔
۲۰:......أصول الفقہ للجصاصؒ، ج:۱، ص:۲۳۶-۲۳۸۔ ۲۱:......ایضاً۔ ۲۲:......ایضاً، ج:۲، ص:۳۶۹۔
۲۳:......أصول الجصاص، ج:۲، ص:۲۲۸-۲۲۹۔ ۲۴:......ایضاً، ج:۲، ص:۲۳۶۔ ۲۵:......آل عمران:۱۵۹۔
۲۶:......الجصاص، ج:۲، ص:۲۶۸۔ ۲۷:......النسا:۵۹۔ ۲۸:......ایضاً:۸۳۔ ۲۹:......الحشر:۲۔
۳۰:......الجصاص، ج۲، ص:۲۶۸۔ ۳۱:......أصول الجصاص:، ج:۲، ص:۲۷۱۔ ۳۲:......التوبہ:۱۲۲۔ (جاری ہے)

بچوں کے لیے دل چسپ اور اہم کتابیں

آیئے! بھلائی چاہیں

● کہانی کے انداز میں بچوں کو دوسروں کے ساتھ بھلائی کا طریقہ سکھایا گیا ہے۔
● انبیائے کرام علیہم السلام اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات، جس میں ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرنے کو بیان کیا گیا ہے۔

ہمدردی کیجیے

● ہمدردی کے فضائل......
● دل چسپ واقعات......
● اور بزرگوں کے اقوال......
کے ذریعے بچوں میں ہمدردی کا جذبہ اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اجازت لیجیے

● اجازت کب لی جائے......؟ اجازت لینے کے کیا کیا آداب ہیں......؟ اگر اجازت نہ ملے تو کیا کریں......؟ ان سب باتوں کے جوابات دل چسپ واقعات کی صورت میں پڑھیے۔

ویب سائٹ: www.mbi.com.pk ای میل: info@mbi.com.pk

مکتبہ بیت العلم
دکان نمبر 2، شرمین ٹیرس، گوالی لائن نمبر 2، اردو بازار، کراچی فون: 34229445-21-92+ موبائل: 2583199-322-92+، 3647578-312-92+
17 الفضل مارکیٹ، نزد جاوید پبلشرز، اُردو بازار، لاہور فون: 37112356-42-92+ موبائل: 2423840-334-92+